مولانا عبید اللہ عفیف

بصائر و معارف

احکام و مسائل عید الفطر

عید کی رات :

اس رات میں عبادت کرنے کے متعلق متعدد احادیث مروی ہیں، وہ ایک پیش خدمت ہیں :

"عن ابی امامۃ الباھلی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من قام لیلتی العیدین محتسبًا للہ لم یمت قلبہ یوم تموت القلوب"۔
(ابن ماجہ شریف ص۱۲۸ باب فیمن قام لیلتی العیدین)

"حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "جو شخص ثواب کی نیت سے عیدین کی راتوں کو زندہ رکھیگا یعنی عبادت میں لگا رہے گا تو حشر کے روز اس کا دل زندہ رہے گا"

۲۔ "عیدین کی رات بکثرت عبادت کرنے والے قیامت کے روز عذاب سے مامون و سلامت رہیں گے" (طبرانی) بہرحال اس سلسلہ میں مرفوع حدیثیں بھی آئی ہیں جو ضعیف ہیں۔ دیکھئے مجمع الزوائد ص۱۹۹ تلخیص الحبیر ص۱۴۳۔

غسل :

عید کے دن غسل مستحب ہے۔ صحابہؓ و تابعین عیدین کے دن غسل کیا کرتے تھے۔

مگر اس سلسلہ میں جتنی مرفوع روایات آئی ہیں وہ سب ضعیف ہیں - زاد المعاد میں ہے:

"ولکن ثبت عن ابن عمر مع شدۃ اتباعہ للسنۃ انہ کان یغتسل یوم العید" (زاد المعاد ص ۱۲۱ ج ۱)

نئے یا دھلے ہوئے کپڑے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عید کے لئے نئے کپڑے رکھنے ثابت ہیں:

"عن جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یلبس بردحبرۃ فی کل عید"

(رواہ الشافعی، نیل الاوطار ص ۳۲۲ ج ۳)

کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عید کے موقع پر اچھی قسم کا یمنی لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے"

خوشبو:

عید کے دن خوشبو لگانے کے استحباب میں بہت سی روایات مروی ہیں - ایک روایت یہ بھی ہے:

"عن حسن انہ امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نتطیب باجود ما نجد فی العیدین" (تلخیص الحبیر ص ۱۴۳)

کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ ہم عیدین میں عمدہ ترین خوشبو لگایا کریں"

کچھ کھا کر عید الفطر پڑھنی چاہیئے:

اس بارے میں متعدد احادیث مروی ہیں - ایک یہ بھی ہے:

"عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یغدو یوم الفطر حتی یاکل تمرات ویاکلھن وترا" (رواہ احمد وبخاری)

کہ "حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن چند کھجوریں تناول فرما کر نماز ادا کرنے کے لیے عید گاہ تشریف لے جاتے۔"

معلوم ہوا کہ عید الفطر کی نماز سے پہلے میٹھی چیز کھانا سنت ہے، اگر کھجوریں کھائی جائیں تو وتر کھائی جائیں۔

پاپیادہ جانا چاہیے:

نمازِ عید کی ادائیگی کے لیے پیدل جانا بہتر ہے۔ اس سلسلہ میں بہت سی حدیثیں اور صحابہ کرامؓ کے آثار مروی ہیں۔ چنانچہ حضرت علیؓ سے روایت ہے:

"قال من السنۃ ان یخرج الی العید ماشیا وقال الترمذی حدیث حسن" (ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، نیل الاوطار ص۳۲۶ ج۳)

کہ "عید پڑھنے کے لیے پیدل جانا سنت ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق لکھا ہے:

"کان یخرج الی العید ماشیا ویعود ماشیا" (سبل السلام ج۲ ص۔)

کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ عید کے لیے پیدل آیا جایا کرتے تھے۔"

نیل الاوطار میں ہے:

"وقد ذھب اکثر العلماء الی انہ یستحب ان یاتی الی الصلوٰۃ ماشیا" (نیل الاوطار ص۳۲۶، ج۳)

کہ "اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ نماز عید کے لیے پیدل جانا مستحب ہے۔"

عورتیں نمازِ عید میں ضرور جائیں:

عورتیں نمازِ عید میں ضرور شرکت کریں بلکہ حائضہ عورتیں بھی ضرور جائیں اور مومنین کی دعاؤں میں شرکت کریں۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے:

"عن ام عطیۃ قالت امرنا ان نخرج العواتق ذوات الخدور ۔۔۔ وزاد فی حدیث حفصۃ ۔۔۔ ولیعتزلن الحیض المصلی" (بخاری ص۱۳۵، ج۱، باب شھود الحائض العیدین)

"حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم نوجوان پردہ داروں حتیٰ کہ حیض والی عورتوں کو بھی لیکر عیدگاہ چلیں تاکہ وہ برکت کے مقام پر حاضر ہوں اور مومنوں کی دعامیں شرکت کریں۔ البتہ حائضہ عورتیں نماز عید میں شرکت نہ کریں۔

وضاحت:

حنفیہ کے ہاں عورتوں کو عیدگاہ میں جانے کی اجازت نہیں ہے لیکن ان کا یہ فتویٰ صحیح احادیث کے خلاف ہے۔ تاہم محققین حنفیہ نے بھی اب اجازت دے دی ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

"استحب خروج الجميع حتى الصبيان والنساء" (حجۃ اللہ البالغۃ ص ۲ج)

کہ (عید چونکہ اسلام کا شعار ہے) لہٰذا مردوں کے علاوہ سب بچوں اور عورتوں کا عیدگاہ میں جانا مستحب ہے۔"

حضرت انور شاہ کاشمیری کا فرمان ہے:

"اصل مذهبنا جواز خروج النسوان الى العيدين" (العرف الشذى، ص ۲۴۲)

کہ "ہمارا اصل مذہب تو یہی ہے کہ عورتیں عیدگاہ میں جا سکتی ہیں۔"

عورتوں کو عید کی نمازیں سنگھار وغیرہ کرکے جانے سے ثواب کے بجائے الٹا گناہ لازم آتا ہے، تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ کے نزدیک ضروری ہے کہ عورتیں عیدگاہ میں حاضر ہوں۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:

"انهما قال حق على كل ذات نطاق الخروج الى العيدين" (فتح الباری، ۲ ص ۵۳۰)

علامہ شوکانیؒ فرماتے ہیں:

"والحديث وما فى معناه من الاحاديث قاضية بمشروعية خروج النساء فى العيدين الى المصلى غير فرق بين البكر والثيب والشابة والعجوز والحائض ما لم تكن معتدة او كان خروجها فتنة او كان لها عذر" (نیل الاوطار ص ۳۲۲، ج ۳)

کہ ام عطیہ والی حدیث اور دوسری ہم معنیٰ حدیثوں سے عورتوں کا عیدگاہ میں جانا شرعی طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ کنواری، بیوہ، جوان، بوڑھی اور حائضہ میں فرق کیے بغیر، مگر یہ کہ وہ عدت گذار رہی ہو یا اس کا نکلنا فتنہ کا باعث ہو اور یا پھر وہ معذور ہو۔"

علامہ محمد بن اسماعیل فرماتے ہیں:

"والحدیث دلیل علی وجوب اخراجھن وفیہ اقوال ثلاثۃ، الاول انہ واجب وبہ قال الخلفاء الثلاثۃ ابوبکر وعمر وعلی ویؤید الوجوب ما اخرجہ ابن ماجۃ والبیہقی من حدیث ابن عباس انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یخرج نساءہ وبناتہ فی العیدین"

(سبل السلام ص ۶۵، ج ۲)

یعنی عورتوں کو عیدگاہ لے جانے پر حدیث دال ہے۔ اس میں تین قول ہیں، (۱) عورتوں کا نماز عید میں شریک ہونا واجب ہے، یہ قول تین خلفاء راشدین حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کا قول ہے، عورتوں کو عیدگاہ لیجانے کے وجوب پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امہات المؤمنین اور اپنی بیٹیوں کو عیدگاہ میں لے جایا کرتے تھے اور آپ کا یہ عمل ساری زندگی جاری رہا۔

صدقۃ الفطر کے مختصر احکام

"زکوٰۃ الفطر طھرۃ للصائم من اللغو والرفث وطعمۃ للمساکین"

(ابوداؤد، ابن ماجۃ وغیرہ ص ۱۳۲)

یعنی "صدقۃ الفطر روزے دار کے روزہ کو لغو اور بیہودہ باتوں کے نقصان سے بچانے اور عید کی خوشیوں میں مساکین کو شامل کرنے کا نام ہے۔"

صدقۃ الفطر ہر ایک پر واجب ہے

"عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم زکوٰۃ الفطر صاعا من تمر او صاعا من شعیر علی العبد والحر والذکر والانثیٰ والصغیر والکبیر من المسلمین " (بخاری ص ۲۰۴ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر فرض قرار دیا ہے غلام، آزاد مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے مسلمان پر۔

حنفیہ اور بعض دوسرے حلقوں کے نزدیک صدقہ فطر کے لئے صاحب زکوٰۃ ہونا ضروری ہے۔ مگر ان کا یہ خیال درست نہیں۔ چنانچہ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

" ولا یعتبر فی زکوٰۃ الفطر ملک نصاب بل تجب علی من ملک صاعا فاضلا عن قوت یوم العید ولیلتہ وھو قول الجمھور " (اختیارات ابن تیمیہ)

کہ " صدقہ فطر کی ادائیگی کے لئے صاحب نصاب ہونا کوئی ضروری نہیں بلکہ صدقہ فطر ہر اس شخص پر واجب ہے جس کے پاس عید کے دن اور رات کی ضرورت سے فاضل ایک صاع غلہ ہو" چنانچہ حدیث سابق (عبداللہ بن عمرؓ) کی شرح میں ہے:

" وفیہ دلیل للشافعی والجمھور فی انھا تجب علی من ملک فاضلا عن قوتہ وقوت عیالہ یوم العید " (نووی شرح مسلم ص ۳۱۷، ج ۱)

۴۔ صدقہ فطر ایک صاع فی کس دینا ضروری ہے، کوئی جنس بھی ہو، گیہوں کے نصف صاع ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں اور (ابوسعید خدریؓ کی نص صریح کے مقابلہ میں حضرت امیر معاویہؓ کے قیاس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اگر کسی نے صحیح حدیث کے مقابلہ میں حضرت امیر معاویہؓ کے قیاس پر عمل کرنا ہی ہو تو پھر وہ اچھی قسم کی کشمش یا کھجوروں کا نصف صاع دے۔ کیونکہ امیر معاویہؓ کے زمانہ میں شامی گندم عربوں کو ایسی ہی مہنگی پڑتی تھی جیسے آج کل کھجور اور کشمش مہنگی پڑتی ہے۔ بہر حال ہمارا فتویٰ صحیح حدیث پر ہے کہ فی کس پورا صاع ادا کیا جائے، احتیاط بھی اسی میں ہے۔

۵۔ ہر چند کہ صاع کے وزن میں خاصا اختلاف ہے تاہم حضرت شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ صاحبؒ کی سند کے مطابق صاع کا وزن تقریباً ۲ سیر گیارہ چھٹانک بنتا ہے۔

صدقہ فطر عید کی نماز سے پہلے ادا کرنا چاہیئے:

عید الفطر کی نماز سے پہلے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا ضروری ہے ورنہ بعد از نمازِ عید صدقہ فطر ادا نہیں ہوگا بلکہ وہ عام صدقہ ہوگا۔

۱۔ "عن ابن عباسؓ قال فرض رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر طہرۃ للصائم من اللغو والرفث وطعمۃ للمساکین فمن اداھا قبل الصلوٰۃ فھی زکوٰۃ مقبولۃ ومن اداھا بعد الصلوٰۃ فھی صدقۃ من الصدقات" (ابن ماجۃ ص۱۳۲ باب صدقۃ الفطر)

۲۔ "عن ابن عمران رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یأمر باخراج الزکوٰۃ قبل الغدو للصلوٰۃ یوم الفطر" (تحفۃ الاحوذی ص۲۹، ج۲)

یعنی "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عید کو جانے سے پہلے صدقہ ادا کرنے کا حکم دیا کرتے تھے ورنہ بعد میں یہ عام صدقہ ہوگا"

عید کھلے میدان میں:

"عن ابی ہریرۃؓ قال اصاب الناس مطر یوم عید علی عھد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فصلی بھم فی المسجد" (ابن ماجہ ص۹۲، عون المعبود ص۴۵۱، ج۱)

کہ "عید کے دن بارش آگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو مسجد میں نماز پڑھائی"

زاد المعاد میں ہے:

"وھدیہ کان فعلھما فی المصلی دائما ولم یصل العید بمسجدہ الا مرۃ واحدۃ اصابھم مطر فصلی بھم العید فی المسجد" زاد المعاد ص۱۲۱، ج۱)

کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عیدین ہمیشہ کھلے میدان میں ادا فرمائی صرف ایک دفعہ بارش کی وجہ سے مسجد میں پڑھی تھی" بخاری شریف میں اس مضمون

کی متعدد روایات موجود ہیں - ملاحظہ ہو بخاری شریف ص۱۳۱)

عید کی نماز کا وقت:

عید الضحیٰ کی نماز کا وقت اگرچہ بہ نسبت عید الفطر کے پہلے ہو جاتا ہے - تاہم سورج کے نکلنے کے تھوڑی دیر بعد عید الفطر کی نماز کا وقت بھی ہو جاتا ہے - ابو داؤد میں ہے:

"عن عبد اللہ بن بسر انہ خرج مع الناس یوم عید فطر او اضحی فانکر ابطاء الامام وقال انا کنا قد فرغنا ساعتنا ھذہ" (عون المعبود ص۴۳۱ ج۱) ابن ماجہ ص ... سکت عنہ ابو داؤد والمنذری ورجال اسنادہ عن ابی داؤد ثقات" (نیل الاوطار ص۳۳۲)

"پیش امام نے نماز عید الفطر یا نماز عید الاضحیٰ میں دیر کر دی تو حضرت عبد اللہؓ بن بسر نے اس تاخیر پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ ہم تو چاشت کے وقت نمازِ عید سے فارغ ہو جایا کرتے تھے۔"

"عن جندبؓ قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یصلی بنا یوم الفطر والشمس علی قید رمحین والاضحی علی قید رمح" (تلخیص ص۱۴۴ ج۱)

حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں اس وقت عید الفطر پڑھایا کرتے تھے جب سورج ایک نیزے پر ہوتا تھا۔

عیدین کیلئے اذان اور تکبیر نہیں:

عیدین کی نمازوں کے لئے اذان کہنی جائز نہیں ہے - چنانچہ حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے:

"صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العید غیر مرۃ ولا مرتین بغیر اذان ولا اقامۃ" (رواہ احمد ومسلم وابو داؤد وترمذی، نیل الاوطار ص۳۳۵ ج۳)

کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ متعدد دفعہ عید کی نمازیں بغیر تکبیر اور اذان کے پڑھی ہیں۔ (بخاری شریف ص۱۳۱ بھی ملاحظہ فرمایئے)

عیدگاہ میں منبر نہیں چاہیے:

عیدگاہ میں منبر لے جانا خلافِ سنت ہے۔ تاہم مروان بن حکم نے سیاسی مصلحتوں کے پیشِ نظر عیدگاہ میں منبر کو استعمال کیا تھا جس پر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سخت تنقید فرمائی تھی۔ بخاری شریف ص ۱۳۱ ج ۱ میں ہے:

"فلم یزل الناس علی ذالک حتی خرجت مع مروان وھو امیر المدینۃ فی اضحی او فطر فاذا منبر ۔۔۔ الخ"

اور ابوداؤد میں ہے:

"عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال اخرج مروان المنبر فی یوم عید ولم یکن یخرج فیہ" (عون المعبود ص ۴۴۳ ج ۱)

عون المعبود کے مطابق اس شخص کا نام عمارہ بن رویبہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پہلے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور بعد میں اس شخص (عمارہ) نے مروان کو منع کیا ہوگا۔

عید سے پہلے یا بعد کوئی نماز نہیں:

حدیث شریف کے مطابق عید سے پہلے یا بعد کوئی نماز نہیں ہے۔ تاہم گھر واپس آکر نفلی نماز پڑھی جاسکتی ہے:

"عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خرج یوم الفطر فصلی رکعتین ثم لم یصل قبلھا ولا بعدھا" (تحفۃ الاحوذی ص ۳۷۸ ج ۱)

"جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عید الفطر کے دن عیدگاہ تشریف لائے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ عید کی دو رکعتوں سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہ پڑھی۔"

طریقہ:

اس نماز کی دو رکعتیں ہیں۔ دونوں رکعتوں میں باقی نمازوں کے برعکس کچھ تکبیریں زائد کہی جاتی ہیں۔ بدیں وجہ ان کو تکبیرات زوائد کہا جاتا ہے۔ ان کی گنتی اور ان کے مقام میں

سخت اختلاف ہے۔ بقول علامہ المحقق شوکانیؒ، ان تکبیروں کی تعداد اور مقام کے متعلق علمائے سلف کے دس اقوال ہیں (شوکانی ص۳۳۹، ج ۳) ہم ان میں سے صحیح تر اقوال لکھنے پر اکتفا کریں گے۔

صحیح مسلک یہ ہے کہ انتقال کی تکبیروں کے علاوہ کل بارہ تکبیریں کہنی چاہئیں سات پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور پانچ دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے۔ ازروئے دلائل ہمارے نزدیک یہی مسلک راجح ہے، دلائل یہ ہیں:

۱۔ "عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کبر فی عید ثنتی عشرۃ تکبیرۃ، سبعًا فی الاولیٰ" (نیل الاوطار ص۳۳۸ ج۳، باب عدد تکبیرات)

کہ زائد تکبیروں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یہ ہے کہ آپ نے پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہیں۔"

۲۔ "وفی روایۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم التکبیر فی الفطر سبع فی الاولیٰ وخمس فی الآخرۃ والقرأۃ بعدھما کلتیھما" (رواہ احمد وابن ماجۃ نیل الاوطار ص۳۳۸، ج۳) "قال الحافظ فی التلخیص صححہ احمد وعلی بن المدینی والبخاری وقال العراقی اسنادہ صالح، عون المعبود ص۴۴۶ ج۱)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عید الفطر میں بارہ تکبیریں ہیں۔ سات پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور پانچ دوسری رکعت سے پہلے۔"

۳۔ سنن دارالقطنی میں اسی عبد اللہ بن عمرو کی حدیث ہے:

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبر فی العیدین الاضحیٰ والفطر ثنتی عشرۃ تکبیرۃ فی الاولیٰ سبعًا وفی الاخیرۃ خمسًا سوی تکبیرۃ الاحرام قال شمس الحق فی المغنی حدیث عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الطائفی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ" (اخرجہ ابوداؤد وابن ماجۃ قال الترمذی فی علل الکبیر قال البخاری حدیث الطائفی ایضًا صحیح والطائفی مقارب الحدیث۔ دارقطنی مع مغنی ص۱۸۱)

۴۔ مؤطا امام مالک اور مؤطا امام محمد میں ہے:

"عن نافع انہ قال شہدت الاضحیٰ والفطر مع ابی ھریرۃ فکبر فی الرکعۃ الاولیٰ سبع تکبیرات قبل القرأۃ وفی الآخرۃ خمس تکبیرات قبل القرأۃ" (موطا امام مالک)

نافع کہتے ہیں کہ میں نے دونوں عیدیں حضرت ابوہریرۃؓ کے ساتھ پڑھیں انہوں نے پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہیں اور دونوں میں قرأت سے پہلے، یہ اثر حکماً مرفوع ہے:

"ھذا لایکون رایا الا توقیفا یجب التسلیم" (تعلیق المجد)

یہ اجتہادی بات نہیں ہو سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ضرور ہو گا۔ لہٰذا یہ واجب التسلیم ہے۔"

امام شوکانیؒ فرماتے ہیں:

قال العراقی وھو قول اکثر اھل العلم من الصحابۃ والتابعین والائمۃ قال وھو مروی عن عمر وعلی وابی ھریرۃ وابی سعید وجابر وابن عمر وابن عباس وابی ایوب زید بن ثابت وعائشۃ وھو قول الفقہاء السبعۃ من اھل المدینۃ وعمر بن عبد العزیز والزہری ومکحول وبہ یقول مالک والاوزاعی والشافعی واحمد واسحاق قال الشافعی والاوزاعی واسحاق وابو طالب وابو العباس ان السبع فی الاولیٰ بعد تکبیرۃ الاحرام" (نیل الاوطار ص ۳۳۹ ج ۲)

"امام عراقی بارہ تکبیروں کے متعلق کہتے ہیں، صحابہ، تابعین اور ائمہ دین سے اکثر کا مذہب یہی ہے۔ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوہریرۃؓ، ابو سعیدؓ، جابرؓ بن عبد اللہ، عبد اللہ بن عمرؓ، عبد اللہ بن عباسؓ، ابوایوبؓ، زید بن ثابتؓ اور حضرت عائشہؓ کا بھی یہی قول ہے، فقہاء سبعہ یعنی سعید بن مسیب عروۃ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوبکر بن عبد الرحمان، خارجہ بن زید، سالم بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار کا یہی مذہب ہے (یہ سب اہل مدینہ ہیں) اور یہی مذہب ہے عمر بن عبد العزیز، زہریؒ کا، اور اوزاعی، شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ سب اسی کے قائل ہیں۔

مسلک احناف:

امام محمدؒ حضرت نافع والی روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"قد اختلف الناس فی التکبیر فی العیدین فما اخذت بہ فھو حسن وافضل ذالک عندنا ما روی عن ابن مسعود" (مؤطا امام محمد ص۱۴۱)

کہ "لوگوں کا عیدین کی تکبیروں میں اختلاف ہے جس پر تو عمل کرے اچھا ہے لیکن ہمارے نزدیک تو ۹ تکبیروں والی روایت جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے، افضل ہے"

تکبیروں میں رفع یدین:

کسی مرفوع اور صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زوائد تکبیروں میں رفع یدین کرنا ثابت نہیں۔ عون المعبود میں ہے:

"واما رفع الیدین فی تکبیرات العیدین فلم یثبت فی حدیث صحیح مرفوع"

تاہم حضرت عبداللہ بن عمرؓ متبع سنت ہونے کے باوصف زوائد تکبیروں میں رفع یدین کیا کرتے تھے" (زاد المعاد ص۱۲۱، ج ۱)

خطبہ نمازِ عید کے بعد:

نمازِ عید ادا کرنے کے بعد خطبہ پڑھنا چاہیئے:

"عن ابن عمرؓ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابوبکر وعمر یصلون العیدین قبل الخطبۃ، رواہ الجماعۃ الا ابا داؤد" (نیل الاوطار ص۳۲۳، ج۳)

کہ "آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، سیدنا ابوبکرؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ خطبہ سے پہلے نمازِ عید ادا فرمایا کرتے تھے"

خطبہ:

امام مالکؒ فرماتے ہیں: "لا ینصرف حتیٰ ینصرف الامام" (مؤطا امام مالک ص۱۶۹)

یعنی خطبہ سنے بغیر نہ جانا چاہیئے۔　　(بقیہ بر ص۲)